کلمہ طیبہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اہمیت عظمت اور اس کی طرف دعوت

مولانا محمد جاوید اشرف مدنی (مدینہ منورہ)

چھٹی قسط

☆ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے ،اس غزوہ میں شرکت کرنے والے اصحاب کرام کا اللہ تعالی کے یہاں ایک خاص مقام ہے ، فرماتے ہیں: میں قبیلہ بنو سالم میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا ،وہاں جانے میں درمیان میں ایک وادی پڑتی تھی ،بارش ہوجانے کی صورت میں وہاں جاکر نماز پڑھانا میرے لئے دشوار ہوتا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: میری بصارت کمزور ہوگئی ہے اور راستہ میں ایک وادی بھی پڑتی ہے بارش ہونے کی صورت میں اس وادی کو عبور کرکے وہاں نماز کے لئے جانا میرے لئے دشوار ہے ،میری یہ خواہش ہے کہ یارسول اللہ! آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لاکر نماز پڑھادیں تاکہ میں اس جگہ کو اپنے گھر میں نماز کے لئے خاص کرلوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسا کرلیتا ہوں، چنانچہ ایک صبح آپ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے ،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ میں تھے، دوپہر ہوچکی تھی ،آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی ، میں نے اجازت دی،آپ نے بیٹھے بغیر فرمایا، وہ جگہ بتاؤ جہاں میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں؟ میں نے اپنی پسند والی جگہ کی طرف اشارہ کیا، اور آپ ﷺ نے تکبیر کہہ کر نماز شروع کی ،ہم نے بھی پیچھے صف باندھ لی، دو رکعت ادا فرمائی اور سلام پھیر دیا، ہم نے بھی سلام پھیرا، اس کے بعد میں نے خزیر (ایک قسم کا کھانا) جو آپ کے لئے تیار کیا گیا تھا وہ پیش کیا، آس پاس کے لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ میرے گھر میں تشریف رکھتے ہیں تو تیزی سے چلے آئے یہاں تک کہ گھر میں بھیڑ ہوگئی ،حاضرین میں سے ایک نے کہا: کیا بات ہے مالک (ایک شخص کا نام) نہیں آئے؟ دوسرے شخص نے کہا: وہ تو منافق ہے، اس کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت ہی نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مت کہو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس نے (یعنی مذکورہ شخص مالک نے) کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہے جس سے اس نے اللہ کی رضا حاصل کی ہے، منافق کہنے والے شخص نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے اس بارے میں، لیکن اللہ کی قسم! ہم تو اس کی محبت اور اس کا ملنا جلنا منافقین کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو! اللہ نے حرام کردیا ہے آگ (جہنم) کو اس شخص پر جس نے (یہ کلمہ) لا الہ الا اللہ، اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے پڑھا۔

(بخاری رقم: ٤٢٥)

☆ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن عدی بن خیار نے بتایا کہ ان کو مقداد بن عمرو کندی نے بتایا (یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے ،اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اگر میں کافروں میں سے کسی کو پاؤں (حالت جنگ میں) اور ہم میں لڑائی ہوگئی، کافر نے میرے ہاتھ کو تلوار سے کاٹ دیا، پھر وہ مجھ سے بچنے کے لئے درخت کا سہارا لے کر کہتا ہے: اسلمت للہ، میں اللہ کے لئے اسلام لے آیا، کیا اس حال میں اس کو قتل کردوں یارسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **لا تقتله** . اس کو قتل نہ کرو، عرض کیا، یارسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا اور پھر اس کے بعد اس نے اسلام (کا کلمہ) پڑھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو قتل نہ کرو، اگر تم نے اس کو قتل کیا تو وہ اب مظلوم ہوجائے گا جیسا کہ تم اس کے قتل سے پہلے مظلوم تھے، اور تم اس کے مقام پر ہوجاؤ گے جیسا کہ وہ اسلام لانے سے پہلے تھا۔ (متفق علیہ، رقم البخاری: ٣٧٩٤) اس حدیث مبارکہ سے کئی اہم باتیں ماخوذ ہوئیں جن کو عموماً شارحین حدیث نے ذکر کیا ہے

(تفصیل کے لئے دیکھئے شرح ابن بطال، شرح ملا علی قاری)
(۱) اسلام لانے کے لئے صرف اسلمت للہ، یعنی میں اللہ کے تابع ہوگیا، یا میں نے اسلام قبول کرلیا، یہ کہہ دینا اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی ہے، اتنا کہہ دینے پر ایک شخص جو کفر وشرک کی بدترین جگہ پر تھا اب وہ اسلام کے اعلی ترین منصب پر فائز ہوجاتا ہے (۲) حالت جنگ میں کسی کافر کا خون مباح تھا، اب اگر اس نے اس حالت جنگ میں بھی اسلام کا صرف اقرار کرلیا ہے تو اس کی جان ومال محفوظ ہوجاتا ہے، یہاں کسی کے سرٹیفکٹ کی ضرورت نہیں جس کی بناپر اس کو مسلمان قرار دیا جائے۔ (۳) اس کا اسلام شارع علیہ السلام کی نظر میں مقبول ہے، اور اس پر اسلام کے احکام جاری ہوں گے۔ (۴) غلط فہمی کی بناپر کسی مسلمان کے قتل سے انسان کافر نہیں ہوتا بلکہ از روئے شریعت مباح الدم بطور قصاص ہوجاتا ہے۔ (۵) اسلام کی سماحت اور اس دین کی سلامتی وامن وشانتی والا مذہب ہونے کی یہ واضح دلیل ہے کہ اس برے وقت میں بھی ایک کافر مسلمان کا ہاتھ کاٹتا ہے یا اس کے قتل کے درپے ہوتا ہے اور پھر ظاہری طور اپنی جان بچانے کے لئے اسلام کا اقرار کرتا ہے، اس کے باوجود اس کے اسلام کا اعتبار کیا گیا ہے اور صرف اقرار کرنے پر اس کو اسلام کی آغوش رحمت وشفقت سے سرفراز کردیا جاتا ہے، اللہ اکبر، کیا کوئی پیش کرسکتا ہے اس سماحت ووسعت ظرفی کی مثال؟ کیا اس دین رحمت کے علاوہ کوئی ہے دوسرا دین؟ جس میں اتنی گنجائش ہو کہ دشمن قاتل کے محض اقرار سے اس کو امن دیا جاتا ہو، آج ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں تو دنیا میں صرف ذرا تنقید کرنے سے کیا کیا حالات طعن کرنے والے پر آجاتے ہیں اور اس کی زندگی ختم ہوکر رہ جاتی ہے، اے کاش ہم سلامتی کے پیغام کو عام کرنے والے بن جائیں، اور سلامتی اور امن سے اس دنیا کو جنت کا گہوارہ بنادیں۔ وماتوفیقی الا باللہ

☆ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے ایک شخص تھا جس نے کبھی کوئی خیر کا کام نہیں کیا تھا، سوائے توحید کے (یعنی لا الہ الا اللہ پر ایمان کے علاوہ کوئی نیک کام نہ کیا تھا) جب اس شخص کی موت کا آخری وقت آپہنچا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: دیکھو جب میں مرجاؤں، تو مجھے جلا دینا، لاش کوئلہ ہوجائے تو اس کو پیسنا پھر اس پسی ہوئی راکھ کو تیز ہوا میں اڑا دینا، جب اس کا انتقال ہوگیا تو گھر والوں نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالی نے اس کو زندہ کیا اور فرمایا: اے آدم کی اولاد! تونے یہ وصیت کیوں کی تھی؟ اس شخص نے کہا: اے میرے رب! یہ میں نے صرف آپ کے خوف کی وجہ سے کیا تھا، اس پر اللہ تبارک وتعالی نے اس کی مغفرت فرمادی، جب کہ اس کے پاس سوائے توحید (یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کے اقرار کے علاوہ) کوئی نیکی نہ تھی۔ (مسند احمد رقم: ۸۰۲۷)

زیر نظر مضمون کی بعض قسطوں میں یہ بیان آچکا ہے کہ روز قیامت رب کریم کی شان کریمی کا ایک عظیم ترین منظر یہ ہوگا کہ جس کسی نے صدق دل سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کیا ہوگا، اور کوئی دوسرا عمل اس کے پاس نہ ہوگا تو اس کی بھی مغفرت کی جائے گی، اس بناء پر اہل دعوت کے لئے یہ عظیم خوش خبری ہے کہ وہ رب سے بے خبر انسانوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کررہے ہیں اور ان کو اس عظیم ترین کلمہ کی طرف بلارہے ہیں اور اس کی طرف دعوت دے کر ان کو ہمیشہ ہمیش کی جہنم سے آزاد کرانے کا عظیم کام کررہے ہیں، کہ یہی عظیم کام تھا جو اس امت کو من حیث الامت کرنا تھا مگر اس سے غفلت ہوئی اور ہورہی ہے جس کا نتیجہ سامنے ظاہر ہے کہ ایسا لگ رہا ہے کہ ذلت ونکبت اور بے قیمتی وبے وزنی امت مسلمہ کی حیات کا حصہ بن چکی ہے۔ فالی اللہ المشتکی

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن کی کسی ایک آیت کا انکار کیا اس کا قتل حلال ہے، اور جس نے کہا: **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔**

اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کسی حد (جرم) کا مرتکب ہو اور اس پر حد نافذ کی جائے۔ (ابن ماجہ: رقم: ۲۵۳۹)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ آیت قرآنی کا انکار گویا دین اسلام سے ارتداد ہے، کہ جو شخص قرآن کریم کی کسی آیت کا انکار کرے، یا اس پر اعتراض کرے تو ایسا شخص اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جائے گا، اور اسلامی حاکم کو اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق ہوگا، قید کر دے ایسے مرتد کو یا اس کا دم مباح کر دے، اس سے مراد وہ لوگ نہیں جو اسلام کے دائرہ میں ابھی تک داخل ہی نہیں ہوئے کہ وہ تو اصلاً اس کتاب کریم کو مانتے ہی نہیں، لہٰذا کسی بھی غیر مسلم کو ہندو ہو یا عیسائی یا کسی بھی مذہب و ملت کا پیروکار ہو اس کو اس بنا پر قتل کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ وہ قرآن کو نہیں مانتا، قرآن کو منوانا لازم نہیں، ہاں قرآن کریم کی طرف دعوت دینا یہ مسلم امت پر فرض ہے، حدیث شریف میں یہ حکم اس شخص کے ساتھ خاص ہے، جس نے اسلام کی حقانیت کو مان لیا یعنی اسلام قبول کر لیا، اب قبول کرنے کے بعد پھر اس سے پھر رہا ہے یعنی اسلام سے خارج ہو رہا ہے تو ایسا شخص اسلام کی نظر میں مجرم ہے اور اس کی سزا قتل ہے، اولاً توبہ پر اس کو ابھارا جائے گا، اگر توبہ نہ کی تو راجح قول کے مطابق اس کو قید کیا جائے گا، اور مسلم قاضی کو اس کے قتل کے مباح کا بھی اختیار ہوگا، یہ مسئلہ فقہی کتابوں میں مذکور ہے، اور تفصیل کے لئے ان کتابوں کو دیکھنا چاہیے یہ مضمون اس کی تفصیلات کی جگہ نہیں، ضرورتاً کچھ تشریحی نوٹ لکھ دیا گیا ہے۔(۱)

تاہم یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ قانون صرف اسلام ہی کا نہیں بلکہ آج بھی دنیا کے رائج قوانین میں اس کو بغاوت تسلیم کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی ملک وملت کے ساتھ معاہدہ کرے اور پھر اس کو توڑ دے اور غداری کر دے، اس کا جرم بھی عظیم جرم ہے اور اس کو تمام نظامہائے عصر میں نافذ کیا جاتا ہے۔

☆ مسند الامام احمد اور حدیث کی بعض دیگر کتب میں حضرت شداد بن اوس وعبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ایک روز نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم میں کوئی اجنبی شخص ہے؟ (مراد اہل کتاب) ہم نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے دروازہ بند کرنے کا حکم فرمایا: اور پھر فرمایا: اپنے ہاتھوں کو اٹھالو، اور کہو: لا الہ الا اللہ، لہٰذا ہم نے اپنے ہاتھوں کو کچھ دیر اٹھائے رکھا، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو نیچے رکھا اور فرمایا: **الحمد لله ، اللهم بعثتني بهذه الكلمة وامرتني بها ووعدتني عليها الجنة وانك لا تخلف الميعاد ،ثم قال : ابشروا ! فإن الله عزوجل قد غفرلكم ۔** (مسند احمد: رقم: ۱۷۱۶۲) تمام تر تعریف اللہ کے لئے ہے، اے اللہ! آپ نے یہ کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) دے کر مجھے بھیجا ہے، اور آپ نے ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے، اور اسی (کلمہ) پر آپ نے مجھ سے جنت کا وعدہ کیا ہے، اور بلاشبہ آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خوشخبری ہو کہ اللہ عزوجل نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

اس حدیث مبارک میں واضح طور پر بتا دیا گیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ پر رب کریم نے جنت کا وعدہ کیا ہے، پھر جس چیز پر جنت کا وعدہ ہو اس کی تبلیغ ودعوت اور اس کی نشر واشاعت کا کام کتنا عظیم ہوگا، کاش یہ حقیقت امت مسلمہ کے ہر فرد میں اتر جائے جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں یہ حقیقت اتری تھی کہ وہ جہاں گئے دین کے داعی بن کر گئے، یہاں تک کہ مختصر عرصہ میں دنیا کے وسیع وعریض علاقوں میں اسلام کی روشنی سے بے شمار انسانوں کے دل روشن ومنور ہو گئے، اور دنیا امن وسکون، رحمت و دیا کا گہوارہ بن گئی۔ اے بار الہا! ہمیں اور ہماری نسلوں کو اور امت مسلمہ کے ہر ہر فرد کو انسانیت کا درد رکھنے والا دل اور انسانیت کی خیرخواہی وبھلائی کے لئے زندہ دل عطا فرما۔ آمین

(۱) روایت کی سند میں ضعف ہے لیکن معناً صحیح ہے جس کی تائید دیگر احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے لہٰذا کسی سند میں کسی راوی کے ضعف سے حدیث کی صحت پر فرق نہیں۔